واعظ الجمعہ

مولانا روم اور ان کا نظریۂ تصوّف

پیشکش

ادارہ اہل سنّت کراچی

مدیر

ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

معاونین

مفتی عبد الرزاق ہنگورو قادری
مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی

اهل السنة

تحفظ ولکر واطیعہ وانشر



دار أهل السنة

لتحقيق الكتب و الطّباعة و النّشر



IDARA E AHLE SUNNAT اداره اهلسنت

www.facebook.com/darahlesunnat



سلسلہ: واعظ الجمعہ

عنوان: مولانا رُوم رحمہ اللہ تعالیٰ اور اُن کا نظریۂ تصوّف

مدیر: ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

مُعاونین: مفتی عبدالرزاق قادری، مفتی عبدالرشید ہمایوں المدنی

عددِ صفحات: ١٦

سائز: 13×21

ناشر: ادارۂ اہلِ سنّت کراچی

 : idarakhutbatejuma@gmail.com

 :00971559421541

:00923458090612


www.facebook.com/darahlesunnat

آن لائن

١٤٤٢ھ/٢٠٢١ء

مولانا رُوم رحمۃ اللہ تعالیٰ اور اُن کا نظریۂ تصوّف

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمٰنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

جلال الدین رُومی علیہ الرحمہ

برادرانِ اسلام! ساتویں صدی ہجری میں اُمّتِ مسلمہ ایک نہایت پُرآشوب اور ہولناک دَور سے گزر رہی تھی، مسلمان عیش وعشرت، فسق وفُجور اور اَخلاقی پَستیوں کے دَلدَل میں دھنسے جارہے تھے، کسی کی جان، مال اور عزّت محفوظ نہیں تھی، ہر طرف بے یقینی، بے چارگی، مایوسی اور خوف وہراس کا عالَم تھا، قتل وغارتگری عام تھی، باہمی جنگ وجدال اور تاتاری یلغار کے سبب اسلامی دنیا تباہی کے دہانے پر تھی، ثمرقند وبخارا، بلخ وہمَدان اور نیشاپور وبغداد جیسے عظیم اسلامی مراکز بھی، ہلاکو خاں کی وَحشی فوجوں کے ہاتھوں، تباہ وبرباد اور جل کر راکھ کا ڈھیر بن چکے تھے، اس ہولناک تباہی، بربادی اور بے تابی کے دَور میں، اسلام کے علمی وَقار کو اللہ تعالی نے جن برگزیدہ مَشاہیر کے ذریعے برقرار رکھا، اُن میں ایک بہت بڑا نام، حضرت شیخ جلال الدّین رُومی المعروف "مولانا رُوم رحمۃ اللہ تعالیٰ" کا بھی ہے۔

نام ونسب اور پیدائش

عزیزانِ محترم! حضرت مولانا رُوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام "محمد" تھا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چھ سو چار ۶۰۴ ہجری کو "بلخ" (Balkh Afghanistan) میں پیدا ہوئے[۱]، لہذا آپ علیہ الرحمۃ کو "بلخی" بھی کہا جاتا ہے۔ آپ کے سلسلۂ نسب میں کچھ اختلاف ہے، البتہ اس بات پر سب متفق ہیں کہ آپ علیہ الرحمۃ کا سلسلۂ نسب امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاملتا ہے[۲]۔

والدِ گرامی کی طرف سے سلسلۂ نسب کچھ یوں ہے: جلال الدّین محمد البلخی الرُومی، ابن سلطان العلماء بہاء الدّین محمد، ابن جلال الدّین الحسین ابن احمد الخطیبی[۳]... ابنِ عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابو بکر صدیق[۴] رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ والدہ محترمہ کا سلسلۂ نسب مشہور ولی اللہ حضرت ابراہیم بن اَدہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جاملتا ہے، جو پہلے بلخ کے بادشاہ تھے، انہوں نے بادشاہی چھوڑ کر فقیری اختیار کی[۵]۔

لقب وعُرفیت

مولانا رُوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لقب "جلال الدّین"[۶] اور عُرفیت "رُومی" ہے۔

---

(١) "الأعلام" للزركلي، جلال الدِّين الرُّومي، ٧/ ٣٠.

(۲) مولانا جلال الدین رُومی علیہ الرحمۃ کے سلسلۂ نسب سے متعلق مختلف اقوال، تفصیل اور تحقیق کے لیے "صاحب المثنوی" قاضی تلمذ حسین، معارف پریس اعظم گڑھ، صفحہ ۳تا۶ کا مطالعہ فرمائیں۔

(۳) "صاحب المثنوی" ص۶۔

(٤) "تاج التراجم" لابن قُطلوبغا، محمد بن محمد جلال الدين الرومي، ١/ ٢٤٦.

(۵) دیکھیے: "صاحب المثنوی" ص۳۳،۳۴۔

(٦) "تاج التراجم" محمد بن محمد جلال الدين الرومي، ١/ ٢٤٦.

خاندانی پس منظر

عزیزانِ گرامی قدر! مولانا رُوم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے خاندان کو علم و فضل کے ساتھ ساتھ، دنیاوی عزّت و توقیر بھی حاصل ہے، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے دادا حضرت حسین بلخی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ بہت بڑے صوفی، صاحبِ کمال بزرگ، اور خوارزم شاہِ بلخ کے داماد تھے، یہی وجہ ہے کہ اُمرائے وقت بھی اُن کا بہت احترام کرتے تھے۔ مولانا جلال الدّین رُومی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے والدِ گرامی سلطان العلماء حضرت بہاؤ الدّین علیہ الرحمۃ اپنے خاندانی پسِ منظر سے آگاہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "میرا بیٹا نسل بزرگ سے ہی بادشاہ اصل ہے، اور اس کی ولایت بأصالت ہے، میری والدہ (یعنی مولانا رُومی علیہ الرحمۃ کی دادی) خوارزم شاہ کی دختر (بیٹی) تھیں، اَور میرے دادا احمد الخطیبی کی والدہ بھی بادشاہِ بلخ کی بیٹی تھیں"(۱)۔

اپنے خاندان کی عزّت و وقار کے بارے میں مولانا رُوم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے والدِ گرامی، شیخ بہاء الدّین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ مزید فرماتے ہیں کہ "ان کے عزووَقار کا اندازہ صرف اس ایک اَمر سے بھی ہو سکتا ہے، کہ دنیاوی حشمت و ثروَت سے بے تعلق ہونے کے باوُجود، بلخ و خوارزم کے بادشاہوں نے اپنی شہزادیوں کا عقد اس خاندان میں کیا"(۲)۔

تعلیم و تربیت

حضراتِ گرامی قدر! سیّد برہان الدّین محقّق ترمذی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ، مولانا رُوم علیہ الرحمۃ کے والدِ گرامی کے خاص ارادتمندوں میں سے تھے، مولانا رُوم کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری انہیں سونپی گئی، اپنی زندگی کے ابتدائی چار پانچ سالوں تک، شیخ

---

(۱) "صاحب المثنوی" ص ۱۲، ملتقطاً۔

(۲) ایضاً، ص ۳۵۔

جلال الدّین رُومی علیہ الرحمۃ انہی کی زیرِ تربیت رہے، بعد ازاں اپنے والدِ محترم شیخ بہاء الدّین علیہ الرحمۃ کے انتقال کے بعد، راہِ سُلوک کی مزید منازل بھی شیخ برہان الدّین علیہ الرحمۃ کی ہدایت ورَہنمائی میں طے فرمائیں[1]۔

بلخ سے ترکِ سُکونت

حضراتِ ذی وقار! مولانا رُوم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے والدِ گرامی نے جس وقت "بلخ" سے ترکِ سُکونت کر کے "بغداد شریف" کے لیے رختِ سفر باندھا، اُس وقت حضرت مولانا جلال الدّین رُومی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی عمر شریف صرف چار سال تھی، اور اس سفر میں آپ علیہ الرحمۃ اپنے والد کے ہمراہ تھے[2]، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے والدِ گرامی سلطان العلماء بہاء الدین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ، بلخ سے اس شان سے روانہ ہوئے، کہ جس شہر کے قریب پہنچتے، وہاں کے معزّزین شہر سے باہر آکر آپ کا استقبال کرتے، اور نہایت اِعزاز واِکرام کے ساتھ آپ کو شہر میں لاتے تھے۔

شیخ فرید الدین عطّار رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی پیشین گوئی

عزیزانِ مَن! حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ کے والدِ گرامی حضرت بہاء الدین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ شہر بہ شہر قیام کرتے ہوئے "نیشاپور" (Neyshabur Iran) پہنچے، تو وہاں شیخ فرید الدین عطّار رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے ملاقات ہوئی، شیخ فرید الدین عطّار رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ (جن کی عمر اس وقت صرف چار سال تھی) کو دیکھ کر مستقبل میں آپ علیہ الرحمۃ کی عظمت وجلال کی پیشین گوئی فرمائی، اور تحفہ کے طور پر اپنی کتاب "اَسرار نامہ" بھی عنایت فرمائی، مولانا روم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے زندگی بھر اس

---

(۱) دیکھیے: "سوانحِ مولانا روم" ص۸۔

(۲) "الأعلام" جلال الدِّین الرُّومي، ۷/ ۳۰.

کتاب کو متاعِ عزیز کے طور پر اپنے پاس رکھا[1]۔

بعد ازاں سالہا سال تک بغداد سے حجاز، دِمشق، آذر بائیجان (Azerbaijan) اور ملاطیہ (Malatya) کے راستوں پر سفر کرتے ہوئے، تقریبًا ۶۲۶ہجری میں "قونیہ" (Konya, Turkey) پہنچے، اور یہیں مستقل قیام پذیر ہوئے۔ "قونیہ" آمد کے دو سال بعد مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے والدِ گرامی حضرت شیخ بہاء الدین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا انتقال ہو گیا۔

کم وبیش پندرہ سال تک جاری رہنے والے اس سفر میں، حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ہمہ وقت اپنے والدِ گرامی کے ساتھ رہ کر اکتسابِ فیض کرتے رہے، جس وقت قونیہ شہر(City of Konya) کو مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا، اس وقت آپ علیہ الرحمۃ اپنی زندگی کی بائیس بہاریں دیکھ چکے تھے[2]۔

فقیری اور سُلوک کی طرف توجہ کا سبب

حضراتِ گرامی قدر! شیخ سیّد برہان الدین محقّق ترمذی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ، مولانا روم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے استاد اور اوّلین روحانی پیشوا ہیں، والدِ گرامی شیخ بہاء الدین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے بچپن ہی سے مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ کی تَعلیم وتربیت کی ذمّہ داری انہیں سونپ رکھی تھی، لیکن بلخ(Balkh Afghanistan) سے ترکِ سُکونت کر کے قونیہ(Konya) آ جانے کے باعث یہ سلسلہ موقوف ہو گیا تھا، بعد ازاں سیّد برہان الدین محقق ترمذی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ جب قونیہ تشریف لائے، تو روحانی تعلیم وتربیت کا یہ سلسلہ دوبارہ شروع ہوا، سیّد صاحب نے مولانا روم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو مخاطَب کر کے ارشاد

---

(۱) دیکھیے: "سوانحِ مولانا رُوم" ص۳۔

(۲) دیکھیے: "صاحب المثنوی" ص۶۲-۶۴۔

فرمایا کہ "آپ کے والد "صاحبِ قال" کے ساتھ ساتھ "صاحبِ حال" بھی تھے، "قال" میں تو آپ اپنے والد سے بھی بڑھ گئے ہیں، اب حال کی طرف بھی توجہ کیجیے؛ تاکہ آپ اپنے والد کے پورے وارِث وجانشین بن جائیں!" سیّد برہان الدین محقق ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے توجّہ دلانے پر، حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فقیری اور سُلوک کی طرف مائل ہوئے، اور سیّد صاحب کا مرید ہونے کے ساتھ ساتھ جان ودل سے اُن کے اَحکام کی تعمیل میں منہمِک ہوگئے(۱)۔

درس وتدریس

حضراتِ محترم! حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو علومِ اسلامیہ اور فقہ پر چونکہ مکمل عبور حاصل تھا! لہذا انہوں نے اپنے والدِ گرامی کی وفات کے بعد، سلسلۂ درس وتدریس اور تلقین وارشاد جاری رکھا، اور چار مختلف مدارس میں تدریس کا فریضہ انجام دیتے رہے(۲)۔

فتوی نویسی اور اَحکامِ شریعت کی پابندی

حضراتِ ذی وقار! شیخ جلال الدین رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک طویل عرصہ تک فتوی نویسی بھی کرتے رہے، "صاحب المثنوی" میں مذکور ہے کہ "جس زمانہ میں آپ حلَب ودِمشق میں تحصیلِ علم میں مشغول تھے، اس وقت بھی آپ کا یہ حال تھا کہ جو مسائل دوسروں سے حل نہ ہوتے، انہیں مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف بھیج دیا جاتا۔ قونیہ میں جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مستقل اِقامت اختیار کی، تو فتوی نویسی کا شغل بھی مستقل ہوگیا، بیت المال سے مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لیے ایک دینار مقرّر تھا، آپ

---

(۱) ایضاً، ۹۹، ۱۰۰، ملتقطاً۔

(۲) انظر: "الأعلام" جلال الدِّين الرُّومي، ۷/ ۳۰.

رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اُس وظیفے کو اِسی فتوی نویسی کا مُعاوَضہ تصوّر فرماتے تھے، اور اس مُعاملہ میں اس قدر سخت اور شریعت کے پابند تھے، کہ جب فقیری کا رنگ غالب ہوا، اور مجالس میں مستغرق رہنے لگے، اس وقت بھی آپ علیہ الرحمۃ کی طرف سے یہ حکم تھا، کہ جس وقت کوئی فتوی (استفتاء) آئے فوراً خبر کی جائے، قلم دوات ہمہ وقت مہیّا رہتا، چاہے کتنا بھی عالَمِ استغراق میں ہوں، فتوی کا جواب فوراً تحریر فرما دیتے، اور یہ سب اہتمام اس لیے تھا کہ بیت المال سے جو رقم ملتی ہے، وہ جائز ہو جائے۔

ان تمام حالات کو اگر مولانا روم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے والد بزرگوار کے حالات سے مُوازنہ کر کے دیکھا جائے، تو معلوم ہوتا ہے کہ مولانا روم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنے والد کے نقشِ قدم سے، بال برابر بھی اِنحراف نہیں فرماتے تھے، درس و تدریس، وعظ و نصیحت، فتوی نویسی، دعوت واِرشاد، ریاضت و مجاہدات، مدارس سے تعلق، اور شانِ علمائے ظاہر، یہ تمام باتیں وہی تھیں جو حضرت شیخ بہاء الدین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ میں بھی تھیں"[1]۔

حضرت شاہ شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے ملاقات

عزیزانِ گرامی قدر! مولانا روم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ایک صوفی بزرگ ہونے کے ساتھ ساتھ، اپنے وقت کے بہت بڑے عالمِ دین بھی تھے، قونیہ میں باعتبارِ علم کوئی ان کا ہم پلّہ نہیں تھا، عوام وخواص سبھی ان کا اَدب واحترام کرتے، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی زندگی کے شب وروز درس وتدریس اور وعظ ونصیحت میں گزر رہے تھے، لیکن حضرت شاہ شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے ملاقات کے بعد، مولانا روم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے دل کی دنیا ہی زِیر وزَبر ہو گئی، اور اس قلبی انقلاب کے سبب آپ راہِ فقیری وسُلوک کے مسافر بن کر رہ گئے۔

---

(۱) "صاحب المثنوی" صـ۱۲۴، ملخصًا۔

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حضرت شاہ شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات کب ہوئی؟ اس بارے میں ملتی جلتی دو مختلف روایتیں ہیں: (۱) پہلی روایت یہ ہے کہ "ایک دن مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مکان میں تشریف فرما تھے، ارد گرد کتابیں رکھی ہوئی تھیں، اور پاس طلباء بیٹھے تھے کہ اسی اَثناء میں حضرت شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لے آئے، اور کتابوں کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ "یہ کیا ہے اور آپ کس حال میں ہیں؟" مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا کہ "آپ ان باتوں کو کیا جانیں؟!" اتنا کہنے کی دیر تھی کہ مکان اور کتابوں میں آگ لگ گئی، مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شاہ شمس تبریزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا کہ "یہ کیا ہے؟" تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ "اسے آپ کیا جانیں؟!" یہ فرماکر شاہ شمس تبریزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ باہر نکل گئے"[۱]۔

(۲) دوسری روایت یہ ہے کہ مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی "حضرت شاہ شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پہلی ملاقات اس وقت ہوئی، جب شاہ شمس تبریز قونیہ پہنچے، اور مولانا روم کی مجلس میں آئے، تو وہ اس وقت ایک حوض کے کنارے بیٹھے تھے، اور چند کتابیں سامنے رکھی ہوئی تھیں، حضرت شاہ تبریزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا کہ کیا یہ کتابیں ہیں؟ مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ "یہ قیل قال (علمی باتیں) ہیں، آپ کو اس سے کیا کام؟!" حضرت شاہ شمس تبریزی نے تمام کتب اٹھاکر پانی میں ڈال دیں، مولانا روم یہ دیکھ کر رنجیدہ ہوگئے، اور فرمایا کہ "آپ نے یہ کیا کیا؟" ان کتب میں میرے والدِ گرامی کے تحریر کیے ہوئے بعض فوائد بھی تھے، جواَب نہیں مل سکتے! شاہ شمس الدین تبریز نے ہاتھ بڑھا کر ایک ایک کتاب پانی سے باہر نکال کر رکھ دی، کتابوں پر پانی کا اثر تک نہ تھا، مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ نے کہا کہ "یہ کیا راز ہے؟!" شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ "یہ

---

(۱) انظر: "الجواهر المضیة" المیم مع الحاء، ر: ۳۸۳، الجزء ۲، صـ۱۲٤.

ذَوق وحال ہے، آپ کو اس سے کیا مطلب ؟!" یہ فرما کر وہاں سے تشریف لے گئے۔
اس واقعہ کا مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر اس قدر گہرا اثر ہوا، کہ دنیا سے بے رغبتی اختیار کر کے، حقیقت و معرفت کی پیچیدہ گُتھیاں سُلجھانے میں لگ گئے"[1]۔

راہِ سُلوک کی منازل طے کرنے کے بعد، مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شاہ شمس الدین تبریز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا: ع

مولوی ہرگز نہ شُد مولائے رُوم
تا غلامِ شمس تبریزی نہ شُد![2]

"مولوی اس وقت تک مولانا رُوم ہرگز نہیں بن سکتا، جب تک وہ شمس تبریزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا غلام نہ ہو جائے!"

مولانا روم اور ڈاکٹر اقبال

عزیزانِ مَن! شاعرِ مشرق ڈاکٹر اقبال مولانا رُوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اَفکار و نظریات سے اس قدر متاثر تھے، کہ انہیں اپنا روحانی پیشوا تصوّر کرتے، "جاوید نامہ" میں ہمیں مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنا رفیقِ سفر بنانے کا مشورہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ع

پیرِ رومی را رفیقِ راہ ساز
تا خدا بخشد ترا سوز وگداز!

شرح اُو کردند ادراکس ندید
معنیٔ اُو چوں غزال از ما رمید!

---

(۱) دیکھیے: "صاحب المثنوی" ص۱۴۰۔ و "دانشِ رومی وسعدی" ص۹۷۔
(۲) "مثنوی مولوی معنوی"۔

رَقصِ تَن اَز حرفِ اُو آموختند
چشمِ راز رقص جاں بر دوختند!

رقصِ تن در گردش آرد خاک را
رقصِ جاں برہم زند اَفلاک را!

علم وحکم اَز رقصِ جاں آید بدست
ہم زمیں ہم آسماں آید بدست!

رقصِ جاں آموختن کارے بود
غیرِ حق را سوختن کارے بُود![1]

"(۱) پیرِ رومی کو اپنا رفیقِ راہ بنا لے؛ تا کہ اللہ تعالیٰ تجھے سوز و گداز عطا کرے۔ (۲) سب اس کی شرح کرتے ہیں، اور اس کو کسی نے نہیں دیکھا، اس کے مَعانی ہرن کی طرح بھاگ کھڑے ہوئے۔ (۳) اس سے لوگوں نے صرف رقصِ تن ہی سیکھا، اور رقصِ جان سے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ (۴) رقصِ تن خاک کو گردش میں لاتا ہے، جبکہ رقصِ جاں اَفلاک کو برہم کر دیتا ہے۔ (۵) علم و حکمت رقصِ جان کا باعث بنتے ہیں، اور زمین و آسمان کو ہاتھ میں لے لیتے ہیں۔ (٦) اصل کام تو رقصِ جاں سیکھنا ہے، اور غیرِ حق کو جلا کر خاک کر دینا اس کا کام ہے"۔

عزیزانِ مَن! شاعرِ مشرق ڈاکٹر اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روحانی اور معنوی اعتبار سے زندگی بھر مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زیرِ اثر رہے، یہاں تک کہ انہوں نے اپنے اَشعار

(۱) "جاوید نامہ" خطاب بہ جاوید، باب ۱۳۔

میں بھی اس مردِ قلندر کو "پیرِ رومی" کہہ کر اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کیا، اور خود "مریدِ ہندی" بن کر اُن کی روحانی شاگردی پر ہمیشہ نازاں رہے، ؏

صحبتِ پیرِ رُوم سے مجھ پر ہوا یہ راز فاش
لاکھ حکیم سربجیب، ایک کلیم سربکف![1]

مولانا رُوم اور اُن کا تصوّف

حضراتِ گرامی قدر! مولانا جلال الدین رُومی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ چالیس برس کی عمر تک، مکمل طور پر علمائے ظاہر کے لباس میں رہے، فتویٰ نویسی کا سلسلہ زندگی بھر جاری رہا، البتہ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے ملاقات کے بعد، آپ پر تصوّف کا رنگ زیادہ غالب رہا، لہٰذا آپ علیہ الرحمۃ نے اپنی ظاہری وضع (یعنی لباس وغیرہ) میں بہت تبدیلی کرلی، لیکن شریعت کی پابندی میں مطلقاً کوئی فرق نہ آیا، اور تمام اکابر صوفیائے کرام قدس اسرارہم ہمیشہ سے یہ کہتے اور لکھتے آئے ہیں، کہ شریعتِ مُطہَّرہ کی کمال پابندی کا نام ہی "تصوّف" ہے، مولانا رُوم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ بھی اسی تصوّف کے قائل اور عامل تھے۔

جو لوگ پابندئ شریعت سے آزادی کو تصوّف کا نام دیتے ہیں، وہ نِرے جاہل اور اَن پڑھ ہیں، لہٰذا اِسی بناء پر مولانا روم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے بارے میں یہ گمان کرنا، کہ وہ تصوّف میں داخل ہو کر اَحکامِ شریعت سے آزاد ہو گئے تھے، سراسر بدگمانی، نادانی اور لاعلمی کی بات ہے، کئی صفحات پر مشتمل آپ کی تصنیف "مثنوی شریف" عشقِ مجازی کے بجائے، اللہ رب العالمین کے عشق میں مبتلا ہونے، اور اَحکامِ شریعت کی پابندی کے بیانات و نِکات سے بھرپور ہے۔ مولانا رُوم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ایک مقام پر تحریر کرتے ہیں کہ ؏

---

(۱) "کلیاتِ اقبال" "بالِ جبریل"، صـ۳۰۷۔

عشق با مردہ نباشد پائیدار

عشق را با حَی وبا قیوّم دار![1]

"مردہ کے ساتھ عشق پائیدار نہیں، حیّ وقیوّم ذات (اللہ تعالی) کے ساتھ ہی عشق کرو!"

اس شعر میں مولانا رُوم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ہر انسان کی خیر خواہی اور بھلائی چاہتے ہوئے نصیحت فرماتے ہیں، کہ عشقِ مجازی میں پڑکر خود کو کیوں ضائع کر رہے ہو، اللہ ربُ العالمین کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوط کرو؛ کیونکہ وہ ہمیشہ رہنے والی ذات ہے، اُس کو کبھی فنا نہیں!۔

مولانا رُوم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے نزدیک تصوّف کا مفہوم وتقاضا

عزیزانِ گرامی قدر! پاک وہند میں اکثر دیکھا گیا ہے، کہ جو شخص کسی دربار یا خانقاہ کا گدی نشین بن جاتا ہے، وہ اپنے ہاتھ سے محنت مزدوری کو عار سمجھنے لگتا ہے، بلکہ مریدوں کے دیے ہوئے ہدیہ ونذرانے کو اپنا ذریعۂ مُعاش بنالیتا ہے، مولانا رُوم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو ایسے جھوٹے صوفیاء اور ایسے ہدیہ ونذرانے ہرگز پسند نہیں تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو جو بھی تحائف یا نذرانے ملتے، آپ اپنی تجوریاں بھرنے کے بجائے، سارا مال اور تحائف، ضرور تمندوں میں تقسیم فرمادیا کرتے۔

میرے بھائیو! مولانا روم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ تصوّف کے حقیقی معنی ومفہوم، اور اس کے تقاضے کو ایک حکایت کے ذریعے سمجھاتے ہیں کہ "ایک درویش چالیس سال تک جنگلوں میں پھرتا رہا، اتفاق سے ایک قطب کا وہاں سے گزر ہوا، انہوں نے درویش کو ایک چَپَت لگاکر فرمایا، کہ اے حرام خور شخص! درویش نے کہا کہ چالیس سال سے دنیا کا حلال کھانا بھی نہیں کھایا، پھر حرام کا کیا ذکر؟! قطب نے فرمایا کہ تم ہوا سے سانس لیتے

(۱) "مثنوی مولوی معنوی"۔

رہے، اور خوشبو سونگھتے رہے، یہ کیا ہے؟ یہی تمہاری غذا تھی، اور تمہیں یہ چیزیں بے رنج وکدّ(کسی پریشانی اور جدوجہد کے بغیر) حاصل ہوئیں، جبکہ مردانِ کامل کے مذہب میں ایسا کرنا حرام ہیں"[1]۔

تصوّف اور مولانا رُوم سے منسوب بعض غیر شرعی اُمور

عزیزانِ گرامی! نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے، کہ زندگی بھر اَحکامِ شریعت پر سختی سے عمل پیرا رہنے والے، جلیل القدر عالمِ دین، اور عظیم صوفی بزرگ کی طرف رَقص وسُرود، بانسری اور آلاتِ مزامیر پر مشتمل محافل جیسی، انتہائی غیر شرعی باتیں منسوب کرکے، نہ صرف تاریخی حقائق مسخ کیے جا رہے ہیں، بلکہ صوفی اِزم (Sofizam) کی تعلیمات اور مولانا رُوم رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی شخصیت کو بھی داغدار کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، فقیری اور سُلوک کے اَسرار ورُموز سے ناواقف لوگ، عشقِ حقیقی کے سمندر میں غوطہ زَن ہوکر "مثنوی معنوی" میں لکھے گئے اُن کے اَشعار، اور اُن میں دی گئی تشبیہات کو آجکل عشقِ مجازی کا نام دے رہے ہیں، اور اس سلسلے میں باقاعدہ آرٹ کونسل (Art Council) اور صوفی سیمینارز (Sofi Seminars) میں، مولانا رُوم رحمۃ اللہ تعالی علیہ اور اُن کے نظریۂ تصوّف کے نام پر، ناچ گانے کی تقریبات کا انعقاد کررہے ہیں، آلاتِ موسیقی سے مزیّن محفلِ سماع، اور طبلوں کی تھاپ پر گول گول گھوم کر، اور بھنگڑے ڈال کر اُسے رقصِ رُومی اور تصوّف کا نام دیا جارہا ہے، صرف یہی نہیں بلکہ "کوک اسٹوڈیو (Coke Studio)" وغیرہ کے ذریعے صوفیانہ کلام پر مشتمل، میوزک البم (Music Album) ریلیز کرکے ناچ گانے، بھنگڑے اور ڈانس (Dance) کو تصوّف کے نام پر پرموٹ (promote) کیا جارہا ہے!۔

---

(۱) "صاحب المثنوی" صـ۳۴۳۔

میرے بھائیو! بعض خانقاہوں اور دَرباروں پر بھی، آج تصوّف کے نام پر بہت سی خُرافات ہو رہی ہیں، ڈھول ڈھمکے اور رَقص وسُرود کی محفلیں سجائی جا رہی ہیں، بھنگ کے جام چل رہے ہیں، خواتین مُریدنیوں کی بانہوں میں بانہیں ڈال کر جعلی اور ڈبا پیر رَقص کرتے دکھائی دیتے ہیں، واللہِ العظیم! اِن تمام خُرافات کا تصوّف یا مولانا جلال الدّین رُومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعلیمات سے کوئی لینا دینا نہیں، بے عمل لوگوں نے اپنی بدعملی وجہالت چُھپانے کے لیے، بعض ناجائز وحرام اُمور کو تصوّف اور مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے غلط طور پر منسوب کر رکھا ہے، یاد رکھیے! تصوُّف یا صوفی اِزم (Sofizam) کی تعلیمات کا، اِن غیر شرعی اُمور سے ہرگز کوئی تعلق نہیں ہے، ایسے لوگوں سے ہمیشہ بچ کر رہیے، اور شریعت کا دَامن کسی طور پر ہاتھ سے نہ جانے دیجیے! ع

میراث میں آئی ہے انہیں مَسندِ اِرشاد
زاغوں کے تصرُّف میں عقابوں کے نشیمن![1]

بارگاہِ الٰہی سے مریدوں کی ضمانت

عزیزانِ گرامی قدر! مولانا جلال الدّین رُومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روحانی اعتبار سے بہت بلند مقام پر فائز تھے، لیکن آپ کے حلقۂ اِرادت میں نیک وبد ہر طرح کے لوگ تھے، اس پر بسا اوقات دیگر لوگ تنقید بھی کرتے، ایک بار معین الدّین پروانہ (وزیرِ مالیات) نے کہا کہ "مولانا رُوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت نیک شخص ہیں، اور میرا خیال ہے کہ مُدّتوں ایسا کوئی شخص پیدا نہیں ہوگا، مگر آپ کے مرید نہایت بد اور فُضول قسم کے لوگ ہیں" ایک مرید نے یہ خبر مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تک پہنچائی، مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے معین

---

(۱) "کلیاتِ اقبال" بال جبریل، حصہ دُوم، باغی مرید، ص۴۹۳۔

الدین پروانہ کو ایک خط تحریر فرمایا کہ "اگر یہ لوگ نیک ہوتے تو میں خود ان کا مرید کیوں نہ ہو جاتا؟! میں ان لوگوں کو مرید اسی لیے کرتا ہوں کہ یہ لوگ بد ہیں، اور حق بات یہ ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ ان کا ضامن نہیں ہو جاتا، میں انہیں مرید نہیں کرتا"[1]۔

مولانا رُوم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی تصنیفات اور طریقۂ اصلاح

میرے عزیز دوستو بھائیو اور بزرگو! "مثنوی شریف"، "فیہ مافیہ" اور "دیوانِ شمس تبریز" مولانا روم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی مشہور و معروف کتب ہیں، لیکن دنیا بھر میں "مثنوی شریف" کو جو شہرت حاصل ہے وہ دیگر کتب کو نہیں، آپ علیہ الرحمۃ کی دیگر تصنیفات کی بہ نسبت اِسے نہایت معتبر اور قابلِ احترام سمجھا جاتا ہے۔ برصغیر پاک و ہند کے علاوہ ترکی اور فارسی لوگ بھی، مولانا روم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی اِس تصنیف "مثنوی شریف" سے ایک خاص لگاؤ اور گہری عقیدت رکھتے ہیں۔ "مثنوی" میں مولانا روم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا اندازِ تفہیم بہت ہی پیارا اور سہل ہے، مولانا روم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ مشکل ترین مسائل، اور بات کو آسانی سے سمجھانے کے لیے، سب سے پہلے کوئی دُنیاوی مثال یا حکایت پیش کرتے ہیں، اور پھر نتیجہ اخذ کرتے ہوئے اُس مسئلہ کو باآسانی، قلوب واَذہان میں سمو دیتے ہیں، اُن کا یہ طرزِ استدلال عقل سے زیادہ اِحساس کو متاثر کرتا ہے، جو اُن کی نظر کی وُسعت اور گہرائی کا منہ بولتا ثبوت ہے، بلاشک وشُبہ مولانا روم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کی بنیاد پر، اس طریقۂ تعلیم کو بامِ عُروج تک پہنچایا۔

---

(۱) "صاحب المثنوی" ص۳۵۶، ۳۵۷۔

وفات

برادرانِ اسلام! شیخ جلال الدین رومی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فارسی علم واَدب کی ایک باکمال شخصیت ہیں، ان کی شاعری تقریبًا ساڑھے سات سوسال کا عرصہ گزرنے کے باوُجود، آج بھی صوفی اِزم (Sufism) کا بہترین نمونہ ہے، ظاہری وباطنی کمالات وعلوم کے پاسبان، مولانا روم رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا انتقال ۶۷۲ہجری/۱۲۷۳عیسوی میں ہوا[1]، آپ کا مزارِ پُرانوار، آج بھی ترکی کے شہر قونیہ میں مَرجعِ خلائق ہے۔

دعا

اے اللہ! ہمیں حضرت سیّدنا شیخ جلال الدین رُومی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی سیرتِ طیّبہ پر عمل کی توفیق عطا فرما، ان کے فیضِ روحانی سے ہمیں کامل حصّہ عطا فرما، اور اپنی محبت واطاعت کے ساتھ اپنی ولایت عطا فرما، آمین یارب العالمین!

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدِنا ونبيِّنا وحبيبِنا وقرّةِ أعيُنِنا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.





(١) "تاج التراجم" محمد بن محمد، جلال الدِّين الرُّومي، ر: ٢١٢، ١/ ٢٤٦.